السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں سے پوچھے گا کہ تم نے فلاں جرم کیا تھا۔ تو وہ شخص انکار کردے گا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کی زبان کو بند کردے گا۔ اور ہاتھ پاؤں بولنے لگیں گے سوال یہ ہے کہ ہاتھ پاؤں کس کے خلاف گواہی دیں گے۔ کیوں کہ وہ خود مجرم ہیں۔ اگر روح کے خلاف گواہی دیں گے تو روح کا تو کوئی حقیقی جسم نہیں روح تو حکم الٰہی ہے جیسے : روح من امر ربی ''یعنی عذاب کس کو ہوگا اور گواہی کس کے خلاف دیں گے؟

علمائے کرام کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ لکھا ہے وہی ہوگا یہ بھی خدا نے لکھ دیا ہے کہ فلاں کافر ہے اور فلاں مسلمان ہے تو بتائیں کہ پھر انسان کے اختیار میں کیا ہے۔ ایک انسان کی تقدیر میں لکھا ہوا ہے کہ یہ کافر ہے خواہ وہ کتنی ہی محنت کیوں نہ کرے وہ مسلمان نہیں ہوسکتا۔ خدا نے تو خود ہی کافر اور مسلمان بنا دیا ہے۔ تو انسان کے بس کی کوئی بات نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

انسان کے نفس میں محفوظ کفریات شرکیات مظالم او معاصی جن کے اقرار واعتراف سے روز جزاء زبان انکاری ہوگی۔ مثلاً قرآن میں مقولہ کفار ہے:

وَاللَّهِ رَبِّنا ما كُنّا مُشرِكينَ ۲۳ ... سورة الانعام

''اللہ کی قسم تو ہمارا پروردیگار ہے ہم شریک نہیں بناتے تھے۔''

تو اس کو مہر لگا کر گونگا بنا دیا جائے گا۔ پھر جوارح ان امور کی نشان دہی کریں گے تاکہ وجود کی شہادت سے انکار وتردد کی تمام راہیں مسدود ہوکر عذاب الٰہی سے بچنے نہ پائیں۔ ایک حدیث میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بندہ اپنے بُرے اعمال سے قیامت کے دن مکر جائے گا اور کہے گا : اے پروردیگار کوئی گواہ ہو تو مانوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا : تو خود گواہ ہے اور لکھنے والے فرشتے گواہ ہیں۔ پھر اس کے منہ پر مہر کردی جائے گی۔ اور ہاتھ پاؤں کو حکم ہوگا کہ بولو! اور اس کی بداعمالیاں بیان کردو! وہ اس کے سب کرتوت بیان کردیں گے۔ تب بندہ کہے گا جاؤ دور ہو میں تمہارے بچانے کے لئے سب ترکیب کر رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث کے بیان کرتے وقت ہنس پڑے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو میں کیوں ہنسا ہوں۔ بندے کے اپنے رب سے منہ در منہ کلام کرنے پر (صحیح مسلم۔ کتاب الذھد)

بایں ہمہ اعضاء کی شہادت کا تعلق روح سمیت تمام انسانی باطنی مشینری سے ہوگا جو اخفاء حق میں معاون بنے گی۔ اور عذاب روح اور جسم دونوں کو ہوگا۔ جس طرح کہ ''حدیث قبر' میں اس کی واضح دلیل ہے اور روح کے بارے میں یہ نظریہ کہ اس کا حقیقی کوئی وجود نہیں ہے۔ سراسر غلط اور کتاب وسنت کے منافی ہے بلکہ روح رب کریم کی مربوب مخلوق ہے شارح عقیدہ طحاویہ فرماتے ہیں:

(وقد اجمعت الرسل علی انها محدثة مخلوقة مصنوعة مربوبة مدبرة (ص: 379

یعنی ''رسولوں علیہ السلام کا اس بات پر اجماع ہے کہ روح محدث مخلوق مصنوع مربوب اور مدبر ہے۔ ''اور قرآن کی آیت قُلِ الرّوحُ مِن أَمرِ رَبّي کی تفسیر میں علامہ سعدی رقمطراز ہیں :

(اي من جملة مخلوقاته التي امرها الله ان تكون فكانت '' (٤/٣١١ ''

''یعنی ''روح اللہ کی جملہ مخوقات سے ہے۔ جس کو اس نے بننے کا حکم دیا پس وہ بن گئی۔

نیز علامہ عثمانی مرحوم فرماتے ہیں : دنیا میں کانوں سے آیات تنزیلیہ سنیں اور آنکھوں سے آیات تکوینیہ دیکھیں مگر کسی کو نہ مانا۔ یہ خبر نہ تھی کہ گناہوں کا یہ سارا ریکارڈ خود انہی کی ذات میں محفوظ ہے جو وقت پر کھول دیا جائے گا۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ محشر میں کفار اپنے جرائم کا زبان سے انکار کریں گے اس وقت حکم ہوگا کہ ان کے اعضاء کی شہادت پش کی جائے گی۔ جن کے زریعہ سے گناہ کئے تھے۔ چنانچہ ہر ایک عضو شہادت دے گا اور اس طرح زبان کی تکذیب ہوجائے گی۔ تب مبہوت وحیران ہوکر اپنے اعضاء کو کہے گا (کم بختو!) دور ہوجاؤ۔ تمہاری ہی طرف سے تو میں جھگڑتا اور مدافعت کرتا رہا (تم خود ہی اپنے جرموں کا اعتراف کرنے لگے)۔ (سورة المومن حاشیہ نمبر: 9)

اللہ عزوجل وحدہ لاشریک چونکہ عالم الغیب والشہادۃ ہے اور اس کا علم ہر شے کو محیط ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَنَّ اللَّهَ قَد أَحاطَ بِكُلِّ شَيءٍ عِلمًا ۱۲ ... سورة الطلاق

''اور یہ کہ اللہ اپنے علم سے ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔''

جس کو اس نے اپنی حکمت کاملہ کی بنا پر لوح محفوظ کی صورت میں لکھ رکھا ہے۔ اسے خوب معلوم ہے کہ کس بندے نے ایمان اختیار کرنا ہے اور کس نے کفر کا ارتکاب کرنا ہے۔

اس بارے میں بعض لوگوں کا نظریہ کہ اللہ نے لکھا ہوا ہے اس لئے بندہ کسی فعل کا ارتکاب کرتا ہے یہ غلط ہے بلکہ اس طرح کہنا چاہیے کہ بندے نے کرنا تھا اس لئے اللہ نے لکھا ہے چنانچہ ایک روایت میں ہے : قلم کو حکم ہوا لکھ (اس نے کہا : میں کیا لکھوں ؟ حکم ہوا : تقدیر لکھ ۔ پس قلم نے جو کچھ ہوچکا تھا اور جو کچھ ہونا تھا لکھ دیا ۔ صحیح الالبانی صحیح الترمذی ابواب القدر رقم الباب (16) المشکاۃ (94) والصحیحۃ (133

غور فرمائیے !اس میں اللہ کا کیا قصور ہے ؟ ہاں اگر اللہ کی تحریر بندے کے لئے رکاوٹ بنتی تو واقعی اعتراض ممکن تھا ۔ لیکن جب معاملہ یوں نہیں بلکہ بندے سے جو کچھ ہونا تھا قلم نے وہی کچھ مقید کیا ہے پھر اس پر بھی گرفت نہیں بلکہ فعل جب ہو گزرا تو اسے پختہ مزید وضاحت کے لئے اس کو یوں سمجھیں بفرض محال اگر اللہ کو علم نہ ہوتا تو بھی بندے نے نیکی یا بدی کرنی تھی تو اللہ کے علم سے کونسا جبر لازم آگیا ۔

یاد رہے کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ بندوں کے تمام افعال کا خالق صرف اللہ ہے اور کسب بندوں کا ہے قرآن میں ہے :

وَاللَّهُ خَلَقَكُم وَما تَعمَلونَ ٩٦ ... سورة الصافات

''حالانکہ تم کو اور جو تم بناتے ہو اس کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے ۔''

إِنّا هَدَينٰهُ السَّبيلَ إِمّا شاكِرًا وَإِمّا كَفورًا ٣ ... سورة الدهر

''اور) اسے رستہ بھی دکھا دیا (اب) خواہ وہ شکر گزار ہو خواہ ناشکرا ۔)''

فَأَلهَمَها فُجورَها وَتَقوىٰها ٨ قَد أَفلَحَ مَن زَكّىٰها ٩ وَقَد خابَ مَن دَسّىٰها ١٠ ... سورة الشمس

''پھر اس کو بدکاری (سے بچنے) اور پرہیزگاری کرنے کی سمجھ دی کہ جس نے (اپنے) نفس کو پاک رکھا وہ مراد کو پہنچا اور جس نے اسے خاک میں ملایا وہ خسارے میں رہا ۔''

بخلاف جبریہ کے کہ ان کا کہنا ہے کہ بندہ مجبور محض ہے جس طرح کوئی شے ہوا میں معلق ہو تو بلا ارادہ ہلتی رہتی ہے ۔ اسی طرح انسان بھی مسلوب الاختیار ہے اور معتزلہ کے نزدیک بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے ۔ یہ دونوں نظریے گمراہ اور کتاب وسنت کے خلاف ہیں ۔ صحیح بات یہ ہے کہ بندہ نہ تو مجبور محض ہے اور نہ مختار مطلق بلکہ اس کی حالت بین بین ہے ۔ جس کو کسب اور اکتساب سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔ دیکھئے روح کی حقیقت سے (علماء کے اٹھارہ سو اقوال کے باوجود) ہم ناواقف ہیں ۔ لیکن اس کے آثار کی وجہ سے ہم تسلیم کرتے ہیں ۔ اسی طرح اللہ کی ذات وصفات پر ہمارا ایمان ہے لیکن کنہ وحقیقت کا ادراک نہیں ۔ ٹھیک اسی طرح کسب واکتساب کو سمجھ لینا چاہیے

مزید بسط وتفصیل کے لئے ملاحظہ ہو : شرح العقیدۃ الطحاویۃ(ص 431۔440)

ھذا ما عندي واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ

ج1ص246

محدث فتویٰ